کشمیر کے ادب اور ثقافت پر مسلم عہد کے اثرات

*عبدالمجید بانڈے

*پروفیسر ڈاکٹر مہر سعید اختر

In Muslim era, the major influences of the Salatines (emperors) of Kashmir were... Ideology, the concept of oneness of Allah Almighty and equality among the masses. These golden rules resulted in the establishment of a sound footing for Muslim rule in Kashmir. The same foundations helped the Muslim regime in rendering and dedicating its services for the welfare of a layman at a vast level, regardless of any racial, religious and sectarian discrimination. Their motto has been to uplift the human beings through education and economic self dependence.

کشمیر صدیوں سے علم وادب کا مرکز ہے۔ علم کے میدان میں آج سے اڑھائی ہزار سال پہلے بدھ مت کے عروج کے زمانے میں یہاں کافی ترقی ہوئی جسکے اثرات علم وادب پر بھی مرتب ہوئے بدھ مت کے پیروکار علم کی اہمیت سے نہ صرف واقف تھے بلکہ اس کی قدر بھی کرتے تھے۔ کشمیر کی اس علمی اہمیت کے پیش نظر بدھ مت آج بھی کشمیر کی طرف پاؤں پھیلا کر نہیں سوتے اور نہ ہی اس طرف منہ کر کے تھوکتے ہیں۔ ہندو بھی اس علمی مقام ومرتبے کی تعظیم کرتے ہیں۔ ایک طبقہ اب بھی ایسا ہے جو بچوں کو سکول بھیجنے سے قبل کشمیر کی طرف منہ کروا کے آٹھ قدم چلواتا ہے۔ اسلام کے اثرات سے پہلے کشمیر سات بار سپر پاور رہ چکا تھا۔ جب یہاں اسلام کی اشاعت ہوئی تو اس سے علم وادب اور ثقافت پر مثبت اثرات مرتب ہوئے۔ یہ اثرات کشمیریوں کی اجتماعی زندگی پر آج بھی نظر آتے ہیں۔ مختلف شعبہ ہائے زندگی پر ان اثرات کا جائزہ پیش ہے۔

ا۔ مستحکم حکومت کا قیام

کشمیر میں اشاعت اسلام سے پہلے کوئی مستحکم حکومت نہ تھی۔ حکمران موم کی ناک تھے امراء نے جدھر موڑ دیا وہ مڑ گئے یہ امراء بادشاہ گر تھے جسے چاہا تخت پر بٹھا دیا اور جسے چاہا تخت سے نیچے اتارا اس لیے کشمیر

* ڈسٹرکٹ ایجوکیشن آفیسر ایلیمنٹری/سیکنڈری میل، مظفر آباد

* پروفیسر، ادارہ تعلیم وتحقیق، جامعہ پنجاب، لاہور

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

کے حکمران جانتے تھے کہ ان کا اقتدار چار دن کی چاندنی ہے اور اس کے بعد ذلت کی طویل اندھیری رات ہے۔ یہی وجہ ہے کہ انھوں نے سیاسی استحکام کی طرف قطعاً توجہ نہ دی بلکہ امراء اور وزراء کے ہاتھوں میں کھلونا بن کر داد عیش دیتے رہے۔ ان کمزور حکمرانوں کے وقت کئی خود مختار چھوٹی چھوٹی ریاستیں وجود میں آ گئیں اور ان ریاستوں کے راجے عوام کو لوٹنے لگے۔ اشاعت اسلام اور علمی و ادبی خدمات کے بعد یہ طوائف الملوکی ختم ہوئی۔ صاحب کردار مسلمانوں نے سیاسی استحکام کی طرف توجہ دی اور عوام کا خون چوسنے والے امراء اور وزراء کے بجائے عوام دوست حکام کو کاروبار حکومت چلانے کیلئے مامور کیا۔ نتیجہ کے طور پر وادی میں امن وامان قائم ہوا اور ایک مضبوط حکومت کی بنیادیں استوار ہوئیں۔ علماء اور صوفیاء حکمرانوں کے مشیر کے طور پر فرائض سرانجام دیتے رہے(۱)

۲۔ مساوات کا قیام:

کشمیر میں اشاعت اسلام سے پہلے امیر، امیر تر اور غریب، غریب تر ہوتا تھا حکمرانوں اور امراء کا طبقہ عوام کو اہمیت نہیں دیتا تھا۔ عوام محض مزدور تھے جو مزدوری کرنے کے بعد اپنا معاوضہ حکمرانوں، امیروں اور وزیروں کی جھولی میں ڈال دیتے تھے۔ اونچے اور نچلے طبقے میں کوئی رابطہ نہ تھا۔ مساوات کا فقدان تھا۔ اشاعت اسلام کے بعد جب علماء اور صوفیاء کشمیر آئے۔ انہوں نے علمی و ادبی خدمات سرانجام دے کر عوام کے دکھوں اور تکلیفوں کو دور کرنے کیلئے دن رات کام کیا اور اپنی انہی خدمات کے ذریعے مساوات کا نظریہ دیا جو عوام کو پسند آیا۔ اس طرح پوری وادی میں مساوات قائم ہوئی۔(۲)

۳۔ توحید کی ترویج:

سلاطین کشمیر کے عہد میں سید علی ہمدانی کشمیر تشریف لائے اگرچہ آپ کی آمد سے قبل کشمیری عوام اسلام سے کسی حد تک روشناس ہو چکے تھے لیکن توحید سے ابھی ناواقف تھے لوگ ابھی تک مندروں میں جاتے تھے۔ شاہ ہمدان نے اپنی علمی و تبلیغی سرگرمیوں سے کشمیریوں کو بت پرستی سے نجات دلائی وہ نہ صرف بت پرستی سے باز آ گئے بلکہ بت خانوں کی جگہ مسجدیں بنوائیں جو دین اسلام کے مراکز کے طور پر کام کرتی رہیں۔ دینی اور فکری اعتبار سے یہ بہت بڑا انقلاب تھا۔ کیونکہ وہ لوگ ناگ مت، برہمن مت، بدھ مت اور شیومت کے مندروں میں بتوں کی پوجا کرتے تھے۔ اسلام کے نظریہ توحید نے اس جوش وخروش سے ان کے دلوں کو بدلا کہ انہوں نے ان صدیوں پرانے مندروں اور بتوں کو تہہ و بالا کر دیا اور اسلام کی پاکیزہ عبادات کی طرف

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

متوجہ ہوئے۔(۳)

۴۔معیشت پر اثرات:

شاہ ہمدان کی کشمیر آمد سے قبل یہاں کی معیشت پر ہندو سرمایہ داروں اور جاگیرداروں کا تسلط تھا انہوں نے امیر اور غریب میں فاصلے بڑھا دیے تھے۔کسان اور مزدور معاشرے کا مظلوم ترین طبقہ تھا جس کی دن رات کی محنت کا پھل جاگیردار کھاتے تھے۔آپ کے ساتھ جتنے بھی لوگ مبلغ کی حیثیت سے کشمیر آئے ان میں ایک بھی تارک الدنیا نہیں تھا بلکہ وہ تمام صنعت وحرفت، زراعت وتجارت، طب وحکمت اور فنون لطیفہ کے ماہر تھے اور محنت سے روزی کماتے تھے۔(۴) خود شاہ ہمدان ٹوپیاں بنا کر روزی کماتے تھے۔ان لوگوں نے دین اسلام کی تبلیغ کے ساتھ ساتھ کشمیر کے لوگوں کو قالین بانی، شال بافی، گتہ سازی، کاغذ سازی اور برتن سازی جیسے فنون سے آشنا کیا (۵)۔اس طرح اعلیٰ خدمات کے علاوہ کشمیر میں کرافٹ اکانومی بھی تشکیل پائی۔ نئے ذرائع پیداوار دریافت ہوئے۔ پیداوار، تجارت اور روزگار میں اضافہ ہوا۔ جوں جوں کرافٹ اکانومی مضبوط ہوتی گئی ہندوؤں کی معیشت پر بھی گرفت کمزور ہوتی گئی اور معاشی ترقی میں اضافہ ہوتا گیا۔ اس معاشی انقلاب کے نتیجہ میں کشمیر دنیا کا ایک خوشحال ملک بن گیا۔

۵۔تعلیم پر اثرات:

سلاطین کے عہد میں مدارس، خانقاہوں، مساجد کے قیام اور علماء وفضلاء کی علمی وادبی خدمات کی وجہ سے کشمیر نے تعلیمی اعتبار سے بے حد ترقی کی۔شاہ میری سلاطین میں سب سے پہلے سلطان شہاب الدین غازی نے تعلیم کی طرف توجہ دی اور کئی درسگاہیں قائم کیں۔آپ نے قرآن حکیم اور حدیث نبویؐ کی تدریس وترویج کیلئے سرینگر میں مدرسۃ القرآن قائم کیا۔

سلطان قطب الدین نے اپنے دارالحکومت قطب الدین پور میں ایک اعلیٰ پائے کی درسگاہ تعمیر کی اور اس کا انتظام پیر حاجی محمد قادری کے سپرد کیا۔سلطان سکندر نے سرینگر میں جامع مسجد تعمیر کی اور اس کے ساتھ ایک درسگاہ کا اہتمام کیا۔اس کے علاوہ سلطان سکندر نے وادی کشمیر میں کئی مدارس قائم کئے۔سلطان سکندر کے بیٹے سلطان زین العابدین نے کشمیر میں جگہ جگہ درس گاہیں اور خانقاہیں قائم کیں۔طلبہ کی امداد کے لئے وظائف مقرر کیے۔ان درس گاہوں میں نہ صرف کشمیر کے طلبہ تعلیم حاصل کرتے رہے بلکہ بیرونی ممالک سے بھی طلبہ حصول علم کیلئے یہاں آتے تھے(۶)

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

آپ نے نہ صرف علوم مروجہ کی تعلیم کا انتظام کیا بلکہ فنی تعلیم کیلئے بھی تربیتی ادارے قائم کیے (۷)۔ جن میں طلبہ کو کاغذ سازی، جلد سازی اور دوسرے علوم کی تعلیم دی جاتی تھی (۸)۔ بڈشاہ کا بڑا کارنامہ تعلیم و تربیت کے سلسلہ میں مادری زبان کو ذریعہ تدریس بنانا ہے (۹)۔

۶۔ ثقافت پر اثرات:

سید علی ہمدانی اپنے سات سو مریدوں کے ہمراہ کشمیر تشریف لائے۔ یہ لوگ اسلام کی اعلیٰ اقدار سے مزین ایک الگ اور منفرد ثقافت کے علمبردار تھے چنانچہ آپ کی کشمیر آمد سے یہاں کے ہندو، بدھ مت اور دوسرے مذاہب کے پیروکاروں نے جہاں تیزی کے ساتھ اسلام قبول کیا وہاں ان کے طرز زندگی، رسم و رواج، لباس و رہائش اور ان کے اخلاقی و سماجی اقدار میں ہمہ گیر تبدیلیاں آئیں۔ پہلے یہاں کے لوگ ذات پات، غربت و امارت اور دوسری پست اقدار کے علاوہ ان گنت مذاہب و مسالک کی وجہ سے باہم غیر مربوط تھے۔ علماء و فضلاء کی علمی و ادبی خدمات اور تبلیغ اسلام کی بدولت سب ایک رنگ میں ڈھل گئے۔ اس طرح کشمیری قوم دنیا کی ایک مہذب قوم بن گئی۔ اشاعت اسلام کے بعد کشمیر سے ہندو دھرم کا اثر قطعی طور پر ختم ہو گیا اور اس کی جگہ اسلامی ثقافت نے لے لی۔ لیکن یہ ثقافت عرب سے عراق، ایران اور ترکستان کے راستے کشمیر میں پہنچی تھی۔ یہی وجہ ہے کہ اہل دانش نے کشمیر کو ایران صغیر کا نام دیا (۱۰)۔

۷۔ کشمیر پر ایرانی ثقافت کے اثرات:

کشمیر میں اشاعت اسلام اور علمی و ادبی خدمات کیلئے جن مبلغین اسلام نے کردار ادا کیا وہ ایران اور ترکستان کے رہنے والے تھے۔ مثال کے طور پر شرف الدین سید عبدالرحمان عرف بلبل شاہ، شاہ ہمدان، سید محمد ہمدانی، میر شمس الدین عراقی اور دوسرے بزرگان دین۔ ان بزرگوں نے نہ صرف علمی و ادبی اور تبلیغی کام سرانجام دیے بلکہ ایرانی مسلمانوں کی معاشرتی قدروں کو بھی کشمیر میں ترویج و ترقی دی۔

جب کشمیر میں اسلام پھیل گیا تو کشمیری مسلمان فکری و روحانی قیادت کیلئے ان ممالک کی طرف دیکھنے لگے جہاں اسلام کی ضیاء پاشیوں نے اہل دین کو قوت و جلالت عطا کی تھی۔ ایران اور ترکستان ان ممالک میں سرفہرست تھے۔ کشمیری علماء حصول علم کیلئے ان ممالک میں جانے لگے۔ ہرات، سمرقند، بخارا، تاشقند اور ہمدان کے صوفیائے کرام اور مفتیان، علوم اصلی و نقلی سیکھ کر آنے لگے (۱۱)۔

سلطان شہاب الدین سلطان سکندر بت شکن اور سلطان زین العابدین بڈشاہ کے زمانے میں ایران

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

اور ترکستان کے اہل قلم اور اہل فن جوق در جوق کشمیر آ کر کشمیری سلاطین کی فراخدلی سے مستفید ہوئے۔ ان قلمکاروں اور فنکاروں نے کشمیر کی ثقافتی، تہذیبی اور معاشرتی زندگی کو بے حد متاثر کیا اور یوں کشمیری مسلمانوں کے ایرانی مسلمانوں کے ساتھ تعلقات استوار ہوئے (۱۲)۔

۸۔ امراء وسلاطین پر اثرت:

شاہ ہمدان صرف مبلغ ہی نہ تھے بلکہ امور سلطنت سے بھی پوری طرح آگاہ تھے۔ آپ نے کشمیر، ہمدان، بخارا، بدخشاں، ختلاں اور دوسرے کئی علاقوں کے بادشاہوں اور حکمرانوں کی فکری و علمی رہنمائی فرمائی۔ آپ ان حکمرانوں کا احتساب کرتے رہے۔ اس مقصد کیلئے آپ نے اپنے مریدوں اور خلفاء کو بادشاہوں کا مشیر یا اتالیق بھی مقرر کیا جو ہمہ وقت انہیں دین اسلام کے اصول وقوانین اور اسلام کے نظام حکومت کے بارے میں آگاہ کرتے رہے۔ آپ نے سلاطین کو خطوط بھی لکھے اور کتب بھی تصنیف کیں۔ ''ذخیرۃ الملوک'' سیاسی واخلاقی فلسفہ پر مشتمل کتاب ہے جو آپ نے سلاطین کی رہنمائی کیلئے خصوصی طور پر تحریر کی۔ آپ کی تعلیمات کی روشنی میں بادشاہوں اور امراء نے لوگوں کی خوشحالی، فلاح و بہبود اور علم و ادب کی ترویج کیلئے تاریخی امور سرانجام دیئے جس کی وجہ سے ظلم کی چکی میں پسنے والے کشمیری عوام کو نئی زندگی عطا ہوئی اور سرزمین کشمیر اسلامی انقلاب سے ہمکنار ہوئی۔ امراء عالم اور علم پرور تھے۔ ہندو امراء غریبوں کو جاہل دیکھ کر شادمان ہوتے تھے مگر مسلمان امراء مدرسے اور درسگاہیں تعمیر کر کے مسرت محسوس کرتے تھے۔ اشاعت اسلام سے پہلے امراء کا طبقہ موروثی تھا۔ مگر سلاطین کے عہد میں غریبوں نے ترقی پا کر امراء کے طبقے میں اپنی حیثیت پیدا کی (۱۳)۔

۹۔ اقلیتوں پر اثرات:

کشمیر کے مسلمان حکمرانوں نے ہندوؤں سے جو حسن سلوک روا رکھا اس کا اعتراف ہندو مورخین نے بھی کیا (۱۴) کشمیر میں اشاعت اسلام اور علمی ادبی کام صوفیوں اور بزرگوں نے کیا۔ اس مرحلہ پر ہندوؤں کو مجبور نہیں کیا گیا کہ وہ اسلام قبول کریں۔ مسلمان حکومتوں نے ہمیشہ یہ اہتمام کیا کہ ہندو پرامن رہیں اور اپنے دھرم کے اصولوں کے مطابق زندگی بسر کریں۔ سلطان زین العابدین بڈشاہ کا ذکر کرتے ہوئے محبّ الحسن لکھتے ہیں:

> ''بڈشاہ نے حکم دیا تھا کہ ہندو اپنے ذاتی قوانین کے مطابق زندگی بسر کریں۔ احکام

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

شریعت کی پابندی ان کیلئے لازم نہ تھی۔ بڈ شاہ نے کشمیر کے تمام اقلیتی فرقوں کو مکمل مذہبی آزادی دی ہوئی تھی'' (۱۵)

پروفیسر محبّ الحسن مزید لکھتے ہیں کہ:

''مسلمان بے حد فراخدل تھے وہ ہندوؤں کے تہواروں میں شامل ہوتے تھے۔ ہندو، مسلم صوفیوں اور بزرگوں کی عزت کرتے تھے'' (۱٦)

۱۰۔ادب پر اثرات:

فارسی کی کشمیر آمد سے یہاں کے ادب میں انقلاب برپا ہوا۔ فارسی کشمیر میں انہی مسلمان مبلغین کے ذریعے آئی اور ایران کی اسلامی ادبی روایات یہاں منتقل ہوئیں۔ سنسکرت زبان کے ادب پر بھی فارسی کے اثرات مرتب ہوئے اور بعد کے دور میں کشمیر میں اعلیٰ پائے کا ادب تخلیق ہوا۔ فارسی زبان اب بھی پاکستان اور کشمیر کا تہذیبی اور ثقافتی ورثہ تصور ہوتی ہے کیونکہ یہ زبان مسلمانوں کے علمی خزانوں کی امین ہے اور اگر اسلامی تہذیب سے فارسی زبان کے علوم وفنون کو نکال باہر کیا جائے تو اسلامی تہذیب کا علمی پہلو کمزور ہو جائے گا۔ ایران اور کشمیر کے باہمی روابط کی نوعیت نہ صرف مذہبی اور روحانی تھی بلکہ علمی اور لسانی بھی تھی ایران کے مذہبی، روحانی اور ثقافتی ربط وضبط کا ذریعہ فارسی زبان تھی۔ فارسی زبان نہ صرف ایران میں بولی اور سمجھی جاتی بلکہ اس وقت ایشائے کوچک (وسط ایشاء) کی سب سے عظیم تہذیبی اور علمی زبان ہے۔ اس لئے فارسی کشمیر، ایران، ترکستان کے درمیان خوشگوار اور بہتر تہذیبی تعلقات کی ایک مضبوط کڑی بھی ہے۔ یہ زبان کشمیریوں اور ترکوں کو ایک دوسرے کے بہت قریب لاتی تھی۔

زشعر حافظ شیرازی می گویند ومی رقصند   سیہ چشماں کشمیری وترکان سمرقندی

کشمیر کے ہندو حکمرانوں کی سرکاری اور درباری زبان سنسکرت تھی لیکن یہ زبان اپنی دقت پسندی سے عوام میں کبھی بھی مقبول نہیں ہوئی۔ تاہم ہندو حکمرانوں نے اس زبان کی ترویج کیلئے بڑھ چڑھ کر کام کیا اور سنسکرت کے عالموں کو بڑے بڑے مشاہروں پر درباروں میں ملازم رکھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ کشمیر کے ا
ہل دانش واہل علم نے سنسکرت کو اپنایا اور اس کے رواج کیلئے تشہیر واشاعت سے کام لیا۔ لیکن اسلام کے بعد فارسی نے سنسکرت کی جگہ لی۔ ادباء اور شعراء نے اسے اس حد تک ترقی دی کہ ایران سے صائب وکلیم کشمیر کے طاہر غنی کشمیری سے فارسی اشعار کا مفہوم سمجھنے کیلئے آنے لگے۔

کشمیری زبان کا نفاذ سب سے پہلے شاہ میری خاندان کے حکمران سلطان شہاب الدین غازی کے

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

عہد میں ہوا۔ فارسی زبان کی سب سے زیادہ ترقی سلطان زین العابدین بڈشاہ کے عہد میں ہوئی (۱۷)۔ سلطان خود شاعر اور مصنف تھا۔ اس کی دو تصنیفات فارسی میں تھیں۔ اس نے فارسی کو سرکاری زبان قرار دیا اور اس کی ترویج کیلئے قومی سطح پر انتظامات کیے۔ بڈشاہ نے نہ صرف دارالترجمہ قائم کیا بلکہ سنسکرت زبان کی لا تعداد کتابوں کو فارسی میں ترجمہ کرنے کی سہولت فراہم کی۔ اس کے ساتھ ساتھ بڈشاہ نے فارسی زبان کے شاعروں، ادیبوں اور عالموں کی سرپرستی کی۔ فارسی زبان کی مقبولیت کا اندازہ اس امر سے لگایا جا سکتا ہے کہ کشمیر کے پنڈتوں نے کشمیری زبان سیکھ کر اس زبان میں تصنیفات مکمل کیں اور یہ زبان ۱۳۲۰ء سے لیکر ۱۹۲۰ء تک کشمیر کی تہذیبی اور علمی زبان کی حیثیت سے حکمرانوں، دانشوروں اور عوام کی محبوب زبان تھی۔ کشمیر میں فارسی زبان کا اس حد تک اثر رہا کہ دیہات میں پروانہ راہداری فارسی زبان میں لکھا جاتا ہے (۱۸)۔

۱۱۔ اسلامی فن تعمیر پر اثرات:

جب مسلمان حکمرانوں کے ذریعے کشمیر میں سیاسی استحکام پیدا ہوا تو علوم وفنون کے شعبوں میں بھی حیرت انگیز ترقی ہوئی۔ فن تعمیر میں بھی اسلامی جاہ وجلال کی جھلک نظر آنے لگی۔ مسلمانوں نے شروع میں ہندو عہد کے فن تعمیر سے استفادہ کرنا چاہا مگر ناکامی کا سامنا کرنا پڑا کیونکہ ہندو فن تعمیر مکمل طور پر اپنی اہمیت گنوا چکا تھا۔ اسلامی طرز تعمیر کی ایک عمارت زین العابدین بڈشاہ کی والدہ کا مقبرہ ہے اور دوسری عمارت بڈشاہ کے دربار کے ایک سفیر محمد مدنی کا مقبرہ ہے۔ یہ دونوں عمارتیں سرینگر میں ہیں۔ سید محمد مدنی سلطان سکندر کے عہد میں مدینہ منورہ سے کشمیر تشریف لائے تھے۔ ان کا مقبرہ ۱۴۴۴ء میں تعمیر ہوا۔ اگرچہ یہ مقبرہ خستہ حالت میں ہے لیکن پھر بھی فن تعمیر کے ماہروں کیلئے بے حد اہمیت کا حامل ہے۔ کشمیر میں اینٹ اور پتھر سے بنائی گئی عمارتوں کی بجائے لکڑی سے تعمیر کردہ عمارتوں کو زیادہ شہرت اور رواج حاصل ہے۔

کشمیر کا چوبی فن تعمیر مسلمانوں کا ایجاد کردہ ہے اس فن کو مذہبی ضروریات نے پیدا کیا اور پروان چڑھایا ہے۔ کیونکہ ہندوؤں کے مندر دیوی، دیوتا کی عبادت کرنے کیلئے تعمیر ہوتے تھے مگر مسجد کی تعمیر کا مقصد اجتماعی عبادت کے تقاضوں کو پورا کرنا تھا اس لیے مسجد (مندروں کے مقابلہ میں) وسیع ہے علاوہ ازیں پتھروں سے تعمیر شدہ عمارتیں ٹھنڈی ہوتی ہیں اور لکڑی سے تعمیر شدہ عمارتیں گرم ہوتی ہیں۔ مسجد اجتماعی عبادت کیلئے زیادہ موزوں ہے اور مندر ناموزوں۔ تیسری بات یہ کہ کشمیر میں لکڑی عام ملتی ہے اور کشمیر کے ذہین معمار مسجدوں، خانقاہوں اور دوسری اسلامی عمارتوں کو چوبی فن تعمیر کے معیار کے مطابق تیار کرنے میں اپنی ذہانت وفطانت کا مظاہرہ کرتے ہیں۔ کشمیر میں چوبی فن تعمیر کی پسندیدگی کی وجہ یہ ہے کہ کشمیر میں زلزلوں کا خطرہ عام رہتا ہے

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

اور لکڑی کی بنائی ہوئی عمارتیں پتھر اور اینٹ سے تعمیر کردہ عمارتوں کی نسبت جلد مسمار نہیں ہو پاتیں۔ ان تصریحات سے یہ امر واضح ہوتا ہے کہ کشمیر کا چوبی فن تعمیر مسلمانوں کی ذہانت کا مرہون منت ہے۔

کشمیر کی تمام مساجد چوبی فن تعمیر کے نمونے ہیں۔ کشمیر میں شاہ ہمدان کی مسجد جو دنیا بھر میں خانقاہ معلیٰ کے نام سے مشہور ہیں۔ چوبی تعمیر کا نادر نمونہ ہے (۱۹)۔ سرینگر کی جامع مسجد کشمیر کے چوبی فن تعمیر کی تمام خصوصیات کی امین ہے (۲۰) اس مسجد کی تعمیر کا سہرا سلطان سکندر کے سر ہے۔ سلطان حسن شاہ نے اسے دوبارہ تعمیر کرایا۔ جامع مسجد سرینگر دینی درسگاہ کے علاوہ اہل کشمیر کا سیاسی پلیٹ فارم بھی ہے (۲۱)۔

۱۲۔ خطاطی

کشمیر کے سلاطین فن خطاطی کے مربی تھے (۲۲)۔ بعض مسجدوں اور مقبروں کی دیواروں پر نہایت حسین و جمیل خط نسخ اور نستعلیق کے نمونے دیکھنے میں آتے ہیں جن سے اس امر کا پتہ چلتا ہے کہ کشمیر میں خطاطی اور خوش نویسی کا فن نقطہ عروج پر تھا۔ زین العابدین بڈشاہ کے عہد کے نمونے دیکھ کر یہ کہنا پڑتا ہے کہ شاہ میری سلاطین کے زمانے میں نسخ کا اسلوب تحریر عام تھا اور چک سلاطین کے عہد میں نستعلیق کو رواج دیا گیا۔ سلطان زین العابدین نے ایران اور ترکستان سے خطاط بلوائے تھے اور ان کو جاگیریں عطا کی تھیں۔ چک عہد کا سب سے عظیم خطاط محمد حسین تھا۔ جب ۱۶۸۵ء مغل بادشاہ اکبر نے کشمیر کو اپنی سلطنت کا ایک صوبہ بنالیا تو محمد حسین اکبر کے دربار میں خطاط کی حیثیت سے ملازم ہوگیا۔ اکبر اس کی تحریر کی نفاست سے اس قدر خوش تھا کہ اسے زریں قلم کا لقب دیا۔ چک عہد کا ایک اور خطاط علی چمن کاشمیری بھی اچھا خطاط تھا (۲۳)۔

۱۳۔ دستکاریاں

سلاطین کے عہد کا ایک خاص کارنامہ چھوٹے فنون کی ترقی ہے۔ اشاعت اسلام کے بعد کشمیر میں دستکاریوں کو عام رواج حاصل ہوا اور ان دستکاریوں نے باقاعدہ فن کی حیثیت حاصل کی۔ ملبوسات کی تیاری کیلئے سوتی کپڑا تیار کرنا کشمیریوں کا قدیم ترین پیشہ ہے۔ کشمیر کا اونی کپڑا ابھی دنیا بھر میں مشہور ہے۔ اگرچہ ریشم سازی کشمیر کا پرانا فن ہے مگر سلطان زین العابدین بڈشاہ نے ریشم سازی میں کئی نئی اختراعات نافذ کیں۔ (کشمیریوں نے ریشم تیار کرنے کا فن چینیوں سے سیکھا) زین العابدین نے ریشم سے کپڑا بننے کیلئے نئے طریقے اپنائے اور ایران سے رنگوں کے نئے ڈیزائن منگوائے اس کاوش کا نتیجہ یہ نکلا کہ کشمیر ریشم سازی کیلئے دنیا بھر میں مشہور ہوگیا (۲۴)۔ (ریشم کے ماہرین اور ہنرمندوں نے ۱۹۲۴ء میں ڈوگرہ حکومت کے

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

خلاف بغاوت کی تھی جسے ریشم خانہ کی بغاوت کہا جاتا ہے)۔

کشمیر کی شال بافی کی صنعت بھی قدیم ہے۔ سلطان زین العابدین نے ترکستان سے شال باف منگوا کر کشمیر میں شال بافی کی صنعت قائم کی۔ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ شال بافی کی صنعت شاہ ہمدان نے ۱۳۷۸ میں قائم کی۔ تاہم یہ طے ہے کہ شال بافی کا فن کشمیر میں ایران اور ترکستان سے آیا(۲۵)۔

برتنوں پر نقش و نگار بنانے کے فن کو بھی کشمیری مسلمانوں نے رواج دیا بعد میں انہی فنون کی بدولت کشمیریوں کی ذہانت اور فن کاری کا سکہ بیرون ملک کے فن کاروں پر بھی جما (۲۶)۔ سلاطین کے عہد میں کاغذ سازی اور جلد سازی پر بھی بہت کام ہوا۔ کشمیر میں کاغذ بافی کا بانی زین العابدین ہی ہے۔ جو صحافیوں اور کاغذ گروں کو سمرقند سے لایا اور کشمیر سے چند افراد کو اس قسم کی صنعتی تعلیم کے لئے وظیفے دے کر سمرقند بھیجا۔ ان لوگوں کو اس نے دارالحکومت نوشہرہ میں آباد کیا جہاں آج تک نہ صرف ان کاغذ سازوں کی ذریات موجود ہیں بلکہ کاغذ سازی کا کارخانہ بھی جاری ہے۔ کشمیر کا کاغذ اپنی صفائی اور پائیداری کی وجہ سے پسند کیا جاتا ہے(۲۷)۔ دنیا کا کوئی کاغذ بھی کشمیری کاغذ کا مقابلہ نہیں کر سکتا لیکن حکومت کی سر پرستی نہ ہونے کی وجہ سے عام بازاری کاغذ اس سے سستا ملتا ہے اس لیے یہ صنعت آج کل کشمیر میں زوال پذیر ہے۔ بڈ شاہ نے کشمیر میں جلد سازی کے فن کو سمرقندی صحافیوں کے ذریعے ترقی دی نقری جلد سازی کا کام بھی سب سے پہلے کشمیر بلکہ پورے ہندوستان میں اس نے شروع کرایا (۲۸)۔ لکڑی پر گل کاری کا کام ایک ایسا فن ہے جسے کشمیریوں کے علاوہ دوسری اقوام نہیں جانتیں۔ جامع مسجد سری نگر اس فن کا شاہکار ہے۔ کشمیر میں پیپر ماشی برتنوں میں گل کاری اور قالین بافی کی صنعتوں کو بھی فروغ ملا ہے(۲۹)۔

۱۴۔ خواتین پر اثرات:

اسلام کی تبلیغ سے پہلے کشمیر کے باشندے اخلاقی برائیوں میں مبتلا تھے۔ ہندو حکمران رقص و سرود کے قائل تھے۔ تاریخ کشمیر میں ایسے واقعات بھی ملتے ہیں جب راجاؤں نے عوام کو لوٹا اور عوام کی کمائی کو رقصوں پر ضائع کیا۔ بعض ہندو حکمرانوں نے جسم فروش عورتوں سے شادیاں کیں اور بعض راجے ایسی عورتوں کی سیج پر قتل بھی ہوئے لیکن اسلام کی علمی و ادبی ترویج کے بعد کشمیر میں خواتین کی معاشرتی اور تعلیمی حالت بے حد سدھر گئی۔ مسلمان عورتیں بہت شائستہ اور مہذب تھیں اور ان کی تعلیم کیلئے مدرسے، خانقاہیں اور مسجدیں تھیں۔ مسلمان خواتین نے کاروبار حکومت میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا اس سلسلے میں بی بی سرو، گل خاتون، ملکہ حبہ خاتون، بی بی تاج خاتون، بی بی بازغہ، بی بی صالحہ، حافظہ خدیجہ اور کئی دوسری خواتین کے نام لیے جاسکتے

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

ہیں۔ بی بی صورہ، سلطان سکندر بت شکن کی والدہ تھیں۔ آپ نے سلطان سکندر کی کم سنی کے وقت کاروبار سلطنت نہایت خوبی سے چلایا، آپ شاہ ہمدان کی مرید تھیں۔گل خاتون سلطان حیدر شاہ کی ملکہ تھیں۔ آپ نے درس وتدریس کیلئے ایک مدرسہ قائم کیا۔حبہ خاتون کو کشمیر کی نور جہاں کہا جاتا ہے۔ آپ نے امور سلطنت کی انجام دہی میں یوسف شاہ چک کی بہت مدد کی۔ تاج بی بی خاتون سلطان شہاب الدین غازی کشمیر کے سپہ سالار سید حسن بہادر کی دختر نیک اختر تھیں۔حسن بہادر سید تاج الدین ہمدانی کے بیٹے تھے۔ بی بی تاج خاتون شاہ ہمدان کے بیٹے میر محمد ہمدانی کی زوجہ تھیں۔ آپ فتح کدل سری نگر میں مدفون ہوئیں۔ بی بی بازغہ سلطان سکندر بت شکن کے وزیراعظم، ملک سیف الدین کی بیٹی تھیں۔ جب بی بی تاج خاتون انتقال فرما گئیں تو آپ کی شادی میر محمد ہمدان سے کی گئی۔ آپ کا مزار سری نگر سے پانچ میل دور کرال پور کے مقام چرار روڈ پر ہے۔ بی بی صالحہ قاضی چک کی ہمشیرہ اور سلطان محمد شاہ کی ملکہ تھیں۔ آپ نے شاہ ہمدان کی خانقاہ (خانقاہ معلٰی) کو از سر نو تعمیر کروایا۔ اس تعمیر کیلئے آپ نے اپنے تمام زیورات فروخت کر دیئے۔ حافظہ خدیجہ، میر سید عبدالفتح کی دختر تھیں۔ میر سید عبدالفتح، میر سید حسین سمنانی کے خاندان سے تھے۔ یاد رہے کہ میر سید حسین سمنانی کو شاہ ہمدان نے کشمیر اس لیے بھیجا تھا کہ یہاں اشاعت اسلام کے امکانات کا جائزہ لیا جائے۔ میر سید عبدالفتح عالم اور بزرگ شخص تھے۔ آپ نے اپنی بیٹی کو خود تعلیم دی۔ یہ تعلیم قرآن پاک، فقہ، حدیث اور دوسرے دینی علوم وفنون پر مبنی تھی۔ آپ کی شادی ایک عالم دین ملا زین العابدین مفتی سے ہوئی۔ آپ نے تعلیم نسواں کیلئے ایک مدرسہ قائم کیا جبکہ ساٹھ سال کی عمر میں ۱۷۳۹ء میں وفات پائی۔ کشمیر میں غریب عورتوں کو بھی ترقی کے مواقع حاصل ہوئے۔ مثلاً حبہ خاتون جس کا اصل نام زونی تھا۔ ایک کاشتکار گھرانے کی معمولی لڑکی تھی مگر حسن وخوبی کی وجہ سے ملکہ بن گئی (۳۰)۔حبہ خاتون علم کے زیور سے آراستہ ہو کر پروان چڑھی (۳۱)۔

۱۵۔طبقہ متوسطین پر اثرات:

طبقہ متوسطین میں تاجر، دکاندار، ملازمین اور دستکار شامل تھے۔ سیاسی استحکام اور اقتصادی خوشحالی کی وجہ سے کشمیر کی درآمدی تجارت زوروں پر تھی اس لیے تاجروں اور دوکانداروں کی حالت اچھی تھی۔ ملازم پیشہ لوگ معقول تنخواہیں پاتے تھے اور دستکاری کو امراء اور وزراء کے بعد معاشرہ میں نمایاں مقام حاصل تھا۔ سلطان سکندر سری بٹ اور نٹہ (دو تاجر) کی بے حد عزت کرتا تھا۔ تاجر حضرات سری نگر اور بارہ مولہ میں دریائے جہلم کے کنارے خوبصورت مکانوں میں رہتے تھے اور دکاندار اور ملازم پیشہ لوگ شہروں کے اندر

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

گنجان آبادی کے علاقوں میں رہتے تھے اس طرح اشاعت اسلام اور علماء کی علمی وادبی خدمات کی بدولت متوسط طبقہ بھی کاروبار حکومت میں حصہ لیتا تھا(۳۲)۔

۱۶۔دفاعی امور پر اثرات:

کشمیر میں سلاطین کے عہد میں فوجی تنظیم کی طرف پوری توجہ دی گئی سلاطین کشمیر کی فوجوں میں کثرت پونچھ، میر پور، مظفر آباد، راجوری، بدھل اور بارہ مولہ کے سپاہیوں کی تھی اور فوجی افسر چک اور ماگرے تھے۔ سلطان شہاب الدین غازی کشمیر کی فوجوں میں گجرات، جہلم، راولپنڈی، کیمبل پور (اٹک) اور ہزارہ کے جوان تھے۔ جنگی سازوسامان میں زرہ بکتر، تلوار، تیرکمان اور نیزہ شامل تھے۔ ۱۴۶۶ء میں کشمیر میں آتش فشاں جنگی ہتھیاروں کی تیاری شروع ہوئی۔

خلاصہ

اہل علم لوگ کشمیر کو ’’پیروار‘‘ کہتے ہیں جس کا مطلب ہے ’’سرزمین اولیا‘‘ اس وادی میں زیادہ تر وہ لوگ آئے جو خدا ترس اور دلوں کی کھیتیوں کو ذکر و افکار سے سیراب کرنے والے تھے۔ اس مقصد کیلئے ایسی سرزمین درکار ہوتی ہے جو پرسکون، خوشگوار اور خلوت نما ہو۔ کشمیر سے بڑھ کر ایسی کوئی جگہ دنیا میں نہ تھی۔ چنانچہ یہاں زیادہ تر وہ لوگ آئے جو ریاضت اور عبادت تنہائی میں کرنے کے قائل تھے۔ تاہم یہاں آکر آباد ہونے والے لوگ خالص صوفی منش نہیں تھے، بلکہ دین و دنیا کو ساتھ لے کر چلنے والے تھے۔ عبادت و ریاضت کی بناء پر ان لوگوں کی زبان میں اتنی مٹھاس اور اثر تھا کہ جس کو یہ دعوت اسلام دیتے وہ فوراً قبول کر لیتا۔ یہاں آنے والے لوگوں میں چند ایسے مبلغ تھے۔ جو صرف تبلیغی سرگرمیوں کی خاطر یہاں آئے تھے۔ ان میں نجم، عبدالرحمان المعروف بلبل شاہ، میر سید علی ہمدانی اور محمد مدنی قابلِ ذکر ہیں۔

سید علی ہمدانی اپنے ساتھ سینکڑوں مریدین لیکر آئے جنہوں نے یہاں تعلیم و تعلم، ادب و ثقافت، صنعت و حرفت، معیشت و معاشرت، علوم و فنون اور تعمیر و ترقی پر وہ اثرات مرتب کیے جنکی مثال پورے ایشاء میں ڈھونڈے نہیں ملتی۔

کشمیر میں مسلم عہد نے جو اثرات مرتب کیے ہیں انکا اگر بغور مطالعہ کیا جائے تو ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ انسانی زندگی کا کوئی پہلو بھی ایسا نہیں کہ جسکی اصلاح مسلم عہد میں نہ ہوئی ہو یا جس پر مسلمانوں کے اثرات مرتب نہ ہوئے ہوں مثلاً مستحکم حکومت کا قیام عمل میں آیا، ہر طرف مساوات قائم ہوئی، توحید ربانی کا

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

پر چار ہوا، معیشت و معاشرت پر بھی نمایاں اثرات مرتب ہوئے۔ جنکی بناء پر کشمیر کی خوشحالی میں واضح طور پر اضافہ ہوا۔ تعلیم و تعلم، ادب وثقافت پہ گہرے اثرات مرتب ہوئے۔ حتیٰ کہ سمرقند و بخارا اور ہرات سے طلبہ تعلیم کیلئے کشمیر آتے۔ اقلیتوں کے ساتھ حسنِ سلوک کی وہ مثالیں قائم ہوئیں کہ ہندو بخوشی مسلمانوں کے ساتھ زندگی بسر کرنے لگے۔ تعمیر و ترقی پر وہ اثرات مرتب ہوئے کہ کشمیر صنعت و حرفت میں بخارا، سمرقند اور ایران ثانی کہلانے لگا۔ یہاں چھوٹی صنعتوں اور دستکاریوں نے وہ عروج پکڑا جس کا ہر سو چرچا ہوا۔ کشمیر کی اشیاء نہ صرف برصغیر بلکہ ایشیاء اور پوری دنیا تک شہرت کی حامل ہوگئیں یہ جگہ جنت نظیر، علم و ادب کا گہوارہ بنی۔ دنیا کے بادشاہ اور سلاطین اس خطے کو للچائی نگاہوں سے دیکھنے لگے۔ حتیٰ کہ اکبر اور اس کا خالہ زاد بھائی مرزا حیدر ہمیشہ اسکی طرف حسرت بھری نگاہوں سے دیکھتے رہے۔

حوالہ جات و حواشی

۱۔ گمی، سلیم خان۔ (۱۹۸۴)۔ کشمیر میں اشاعت اسلام۔ یونیورسل بکس اردو بازار لاہور۔ ص ۹۰۔
۲۔ ایضاً ص ۹۱۔
۳۔ ایضاً ص ۹۳۔
۴۔ ہمدانی، آغا حسین، سید۔ (اکتوبر ۱۹۷۷)۔ شاہمدان شہ رگ پاکستان۔ شمارہ نمبر (۱۰)، ص ۳۳۔
۵۔ اشرف ظفر، سیدہ۔ (۱۹۷۲)۔ امیر کبیر سید علی ہمدانی۔ ندوۃ المصنفین ۹۵۰ این سمن آباد لاہور۔ ص ۱۲۹۔
۶۔ گمی، سلیم خان۔ (۱۹۸۴)۔ کشمیر میں اشاعت اسلام۔ یونیورسل بکس اردو بازار لاہور۔ ص ۱۰۰۔
۷۔ محبّ الحسن پروفیسر۔ (۱۹۸۴)۔ کشمیر سلاطین کے عہد میں۔ اعظم گڑھ انڈیا۔ ص ۴۰۶۔۴۰۸۔
۸۔ صابر آفاقی، ڈاکٹر۔ (۱۹۸۴)۔ تاریخ کشمیر اسلامی عہد میں۔ شمارہ نمبر (۱) سنگِ میل پبلیکیشنز لاہور۔ ص ۱۰۰۔
۹۔ گمی، سلیم خان۔ (۱۹۸۴)۔ کشمیر میں اشاعت اسلام۔ یونیورسل بکس اردو بازار لاہور۔ ص ۱۰۸۔
۱۰۔ صابر آفاقی، ڈاکٹر۔ (۱۹۸۴)۔ تاریخ کشمیر اسلامی عہد میں۔ شمارہ نمبر (۱) سنگِ میل پبلیکیشنز لاہور۔ ۱۰۲۔
۱۱۔ گمی، سلیم خان۔ (۱۹۸۴)۔ کشمیر میں اشاعت اسلام۔ یونیورسل بکس اردو بازار لاہور۔ ص ۱۰۸۔۱۰۹۔
۱۲۔ ہاشمی، یعقوب۔ (۱۹۷۱)۔ ایران کبیر وایران صغیر۔ آئینہ ادب چوک انارکلی لاہور۔ ص ۲۳۔
۱۳۔ گمی، سلیم خان۔ (۱۹۸۴)۔ کشمیر میں اشاعت اسلام۔ یونیورسل بکس اردو بازار لاہور۔ ص ۹۳۔

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.

۱۴۔ اشرف ظفر، سیدہ۔(۱۹۷۲)۔امیر کبیر سید علی ہمدانی۔ندوۃ المصنفین ۹۵۰ این سمن آباد لاہور۔ ص۱۰۷۔۱۰۸۔
۱۵۔ محبّ الحسن پروفیسر۔(۱۹۸۴)۔کشمیر سلاطین کے عہد میں۔اعظم گڑھ انڈیا۔ص۳۴۵۔
۱۶۔ محبّ الحسن پروفیسر۔(۱۹۸۴)۔کشمیر سلاطین کے عہد میں۔اعظم گڑھ انڈیا۔ص۳۷۶۔
۱۷۔ محبّ الحسن پروفیسر۔(۱۹۸۴)۔کشمیر سلاطین کے عہد میں۔اعظم گڑھ انڈیا۔ص۳۹۹۔
۱۸۔ گمی، سلیم خان۔ (۱۹۸۴)۔کشمیر میں اشاعت اسلام۔ یونیورسل بکس اردو بازار لاہور۔ ص۱۰۹۔۱۱۱۔
۱۹۔ فوق، محمد دین، (۱۹۸۷)۔شباب کشمیر۔ویری ناگ پبلیشرز میر پور۔ص۱۲۷۔۱۲۸۔
۲۰۔ گمی، سلیم خان۔ (۱۹۸۴)۔کشمیر میں اشاعت اسلام۔ یونیورسل بکس اردو بازار لاہور۔ ص۱۰۳۔۱۰۴۔
۲۱۔ محبّ الحسن پروفیسر۔(۱۹۸۴)۔کشمیر سلاطین کے عہد میں۔اعظم گڑھ انڈیا۔ص۱۳۴، ۴۱۵، ۴۱۹۔
۲۲۔ گمی، سلیم خان۔(۱۹۸۴)۔کشمیر میں اشاعت اسلام۔یونیورسل بکس اردو بازار لاہور۔ص۱۰۱۔
۲۳۔ محبّ الحسن پروفیسر۔(۱۹۸۴)۔کشمیر سلاطین کے عہد میں۔اعظم گڑھ انڈیا۔ص۴۱۴۔
۲۴۔ ایضاً ص۴۱۰۔
۲۵۔ ایضاً ص۴۱۰۔
۲۶۔ گمی، سلیم خان۔(۱۹۸۴)۔کشمیر میں اشاعت اسلام۔یونیورسل بکس اردو بازار لاہور۔ص۱۰۳۔
۲۷۔ فوق، محمد دین، (۱۹۸۷)۔شباب کشمیر۔ویری ناگ پبلیشرز میر پور۔ص۲۱۱۔۲۱۲۔
۲۸۔ بخاری یوسف، ڈاکٹر۔(۱۹۸۲)۔کاشر کتھاو کشمیری لسانیات۔۵۴ میکلوڈ روڈ لاہور۔ص۱۲۔
۲۹۔ صابر آفاقی، ڈاکٹر۔ (۱۹۸۴)۔ تاریخ کشمیر اسلامی عہد میں۔ شمارہ نمبر (۱) سنگِ میل پبلیکشنز لاہور۔ص۱۰۰۔
۳۰۔ گمی، سلیم خان۔ (۱۹۸۴)۔کشمیر میں اشاعت اسلام۔ یونیورسل بکس اردو بازار لاہور۔ ص۹۷۔۹۹۔
۳۱۔ قریشی، عبداللہ۔(ت ن) آئینہ کشمیر۔آئینہ ادب چوک مینارانارکلی لاہور۔ص۳۸۲۔
۳۲۔ گمی، سلیم خان۔(۱۹۸۴)۔کشمیر میں اشاعت اسلام۔یونیورسل بکس اردو بازار لاہور۔ص۹۹۔

☆☆☆

An evaluation version of novaPDF was used to create this PDF file.
Purchase a license to generate PDF files without this notice.